# عالم اسلام پر مغربی فکر کی یلغار
# اور
# علماء کرام کی ذمہ داری

مدیر الشریعہ کا ایک فکر انگیز خطاب

۲۔ اگست ۹۲ء کو ھڈر سفیلڈ (انگلینڈ) میں جمعیتہ علماء برطانیہ کی ساتویں سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں امام کعبتہ سماحتہ الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل حفظہ اللہ تعالیٰ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خان محمد مدظلہ العالی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے جبکہ مولانا فضل الرحمن' مولانا احمد موسیٰ پانڈور' مولانا عبدالرشید ربانی' مولانا قاری تصور الحق' مولانا مفتی محمد اسلم' مولانا سید محمد سلیم شاہ' مولانا قاری محمد عمران جہانگیری' مولانا محمد اکرم طوفانی اور دیگر علماء کرام کے علاوہ مدیر الشریعہ مولانا زاہد الراشدی نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا ان کا فکر انگیز خطاب درج ذیل ہے۔

ادارہ

بعد الحمد و الصلوۃ

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

حضرت الامیر' قابل صد احترام علماء کرام اور محترم بزرگو! اور ساتھیو!

سب سے پہلے جمعیتہ علماء برطانیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس کانفرنس میں حاضری اور آپ حضرات سے گفتگو کا موقع فراہم کیا اللہ تعالیٰ جمعیتہ کے راہ نماؤں کو جزائے خیر دیں اور کچھ مقصد کی باتیں عرض کرنے کی توفیق سے نوازیں آمین۔ میری گفتگو کا عنوان ہے " عالم اسلام پر مغربی فکر کی یلغار اور علماء کرام کی ذمہ داری یہ عنوان خود میرا تجویز کردہ ہے۔ یہ اور آج کی اس ملاقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس عنوان کے تحت کچھ تلخ گزارشات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور اسی لیے غالب مرحوم کا شعر بطور معذرت ابتداء میں آپ کی نذر کیا ہے۔ حضرات محترم! اس عنوان کے تحت بنیادی طور پر چار امور غور طلب ہیں ایک یہ کہ مغربی فکر کیا ہے؟ دوسرا یہ کہ مغربی فکر کے عالم اسلام پر اثرات کیا ہیں؟ تیسرا یہ کہ اس کے مقابلہ میں ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ کہاں تک موثر ہے؟ اور چوتھا یہ کہ مسلمانوں کو اس مغربی فکر کے حصار سے نکالنے کے لیے علماء کرام پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ جہاں تک مغربی فکر اور فلسفہ کا تعلق ہے اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یورپ میں بادشاہت اور کلیسا کے مظالم کے خلاف یہاں کے عوام کی بغاوت اور صنعتی انقلاب کے ساتھ اس فکر کا آغاز ہوا اور رفتہ رفتہ اس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں

لے لیا انقلاب فرانس اس کا نقطۂ آغاز ہے جو بادشاہت کے خلاف تھا اور اس انقلاب سے ہی یورپ میں جمہوری دور شروع ہوا کلیسا نے اس کشمکش میں بادشاہت کا ساتھ دیا اور صنعت و سائنس کی ایجادات و انکشافات سے انکار کی راہ اختیار کی اس لیے بادشاہت کے ساتھ ساتھ پورے یورپ میں کلیسا کے اقتدار کا بوریا بستر بھی لپیٹ دیا گیا' مذہب کو اجتماعی زندگی سے لاتعلق کر دیا گیا' پادری کا کردار چرچ کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گیا' بائیبل کی صرف وہ باتیں قابل توجہ قرار پائیں جن کا تعلق اعتقادات ' عبادات اور شخصی اخلاق سے ہے اور سیاست' معاشرت' معیشت قانون اور نظم و نسق سمیت انسانی زندگی کے تمام اجتماعی شعبوں سے مذھب' بائیبل کلیسا اور پادری کو "کلیتا" بے دخل کر دیا گیا یہ ہے مغربی فکر اور فلسفہ جس کی بنیاد انسانی زندگی کے اجتماعی شعبوں سے مذھب کی مکمل لاتعلقی پر ہے اور اسے سیاسی زبان میں سیکولرازم کہا جاتا ہے جو آج عالم اسلام میں بھی دین اور دینی قوتوں کے خلاف صف آراء ہے۔

آپ حضرات برطانیہ میں رہتے ہیں اور اجتماعی زندگی کی مذھب سے لاتعلقی کے نتائج و ثمرات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ابھی مولانا عبدالرشید ربانی نے اپنے خطاب میں بتایا ہے کہ برطانیہ میں جو چرچ خرید کر مساجد میں تبدیل کئے گئے ہیں ان کی تعداد تین سو سے زائد ہے یہاں کے عام آدمی کا مذھب کے ساتھ کوئی عملی تعلق باقی نہیں رہا' چرچ فروخت ہو رہے ہیں اور پادری کا کردار دن بدن محدود ہوتا جا رہا ہے یہ اس بات کی شہادت ہے کہ جس مذھب کا انسان کی عملی اور اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق باقی نہ رہے وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

اب آیئے ان اثرات کا جائزہ لیں جو گزشتہ دو سو سالہ استعماری تسلط کے دوران اس فکر و فلسفہ کے حوالہ سے عالم اسلام پر مرتب ہوئے ہیں عالم اسلام کے بیشتر ممالک ایک عرصہ تک مغربی ممالک کے زیر تسلط رہے ہیں کچھ پر برطانیہ کا قبضہ رہا ہے۔ کچھ فرانس کے زیر نگیں تھے اور کچھ پر ولندیزیوں نے قبضہ جما رکھا تھا اس دوران ان قوتوں نے ہماری پوری طرح برین واشنگ کی ہے اور ہمیں ہمارے ماضی سے کاٹنے کے لیے پورے ذرائع استعمال کیے ہیں اس مقصد کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی جیسے فتنے کھڑے کے گئے۔ جہاد اور خلافت کے تصور کو مسلمانوں کے ذھنوں سے محو کرنے کے لیے منظم محنت کی گئی' علماء اسلام نے ان فتنوں کا مقابلہ کیا' ان کو ناکام بنانے کے پورے جتن کیے لیکن آج نتائج کے اعتبار سے جب دیکھتے ہیں تو اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ استعماری قوتیں اپنے مقاصد میں کامیاب رہی ہیں ہم نے مرزا غلام احمد کے فتنہ کا مقابلہ کیا اسے کافر قرار دیا' اس کے گمراہ کن عقائد کی تردید کی اور اس گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کامیابی حاصل کی لیکن اس کی جھوٹی نبوت کا بنیادی مقصد جہاد کی مخالفت تھا اس لحاظ سے دیکھیں تو اس کا مشن کامیاب نظر آتا ہے آج ہماری اجتماعی زندگی میں جہاد کا تصور نہیں ہے وہ تو افغان مجاہدین کو دعائیں دیں کہ انہوں نے لاکھوں جانوں کی قربانی سے جہاد کے عمل کو عالم اسلام میں دوبارہ زندہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جہاد کے احیاء کا ذریعہ بنا دیا ورنہ جہاد اور خلافت کے تصور کو ہمارے ذھنوں اور اجتماعی زندگی سے نکالنے میں استعماری قوتیں کامیاب رہی ہیں ہمارے سیاسی نظام کی بنیاد خلافت پر ہے لیکن ہم میں سے کوئی آج خلافت کے حوالہ سے بات نہیں کرتا حتیٰ کہ علماء کرام کی زبان پر بھی

جمہوری نظام کی باتیں ہیں اور خلافت و جہاد کا ذکر تک متروک ہو گیا ہے ہم اسلامی نظام کے نعرے لگاتے ہیں لیکن اجتماعی زندگی میں مذہب کی عملداری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ایک مسلمان ملک کی پارلیمنٹ قرآن و سنت کو بالا تر قانون تسلیم کرنے کا بل منظور کرتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس سے سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچہ متاثر نہیں ہوگا سیکولرازم اسی کا نام ہے اور مغرب کا فکر و فلسفہ یہی ہے جو آج ہماری اجتماعی زندگی کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

حضرات گرامی قدر! اگر علماء کرام مجھے اس گستاخی پر معاف فرمائیں تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری دینی درسگاہوں میں بھی اسلام کے اجتماعی پہلوؤں پر بات نہیں ہوتی دینی تعلیم کے حوالہ سے ہماری گفتگو اعتقادات' عبادات' اخلاقیات یا زیادہ سے زیادہ خاندانی معاشرت کے مسائل تک محدود رہتی ہے ہم بخاری شریف پڑھاتے ہیں تو ہمارا سارا زور کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوۃ کے مباحث میں صرف ہو جاتا ہے بخاری میں کتاب البیوع بھی ہے' کتاب الجہاد بھی ہے' کتاب الامارۃ بھی ہے' کتاب الاجارۃ بھی ہے' کتاب المزارعۃ بھی ہے اور زندگی کے اجتماعی شعبوں سے تعلق رکھنے والے دوسرے ابواب بھی ہیں لیکن ہم ان ابواب سے یوں گزر جاتے ہیں جیسے یہ سب منسوخ ہوگئے ہیں ہم آج کے نظاموں سے ان ابواب کا تقابل نہیں کرتے اور اپنے تلامذہ کو یہ نہیں بتاتے کہ آج کی تجارت میں اور اسلامی تجارت میں کیا فرق ہے' آج کے سیاسی نظاموں اور خلافت میں کیا فرق ہے' سود اور مضاربت میں کیا فرق ہے اور آج کے جنگی اصولوں اور جہاد میں کیا فرق ہے مجھے اس دکھ کا اظہار کرنے کی اجازت دیجئے کہ ہم بخاری اور ترمذی پڑھاتے ہوئے ایک مسئلہ پر چھ چھ دن بحث کرتے ہیں اور دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں آخر میں نتیجہ کیا نکلتا ہے یہی کہ یہ اولیٰ ہے اور وہ غیر اولیٰ ہے۔ جبکہ سیکولر دانش ور ہمیں سود کا متبادل پیش کرنے کا چیلنج کر رہے ہیں۔ اسلامی قوانین کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دے رہے ہیں اور انسانی حقوق کے حوالہ سے اسلامی نظام کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ہمیں سرے سے ان مسائل کا ادراک ہی نہیں ہے' ان کی کوئی اہمیت ہمارے نزدیک نہیں ہے اور ہم ان مسائل کو علمی مباحث کا موضوع بنانے کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں آخر یہ ذہن ہمیں کہاں سے ملا ہے؟ کیا ہم بھی غیر شعوری طور پر مغربی فلسفہ اور فکر کو قبول تو نہیں کر چکے؟

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہم تسلیم کریں یا نہ کریں یہ حقیقت ہے کہ مغرب کا لادینی فلسفہ ہمارے دل و دماغ پر حاوی ہو چکا ہے اور ہم اس کے دائرہ سے باہر نکلنے کا حوصلہ نہیں پاتے " جبکہ صورت حال یہ ہے کہ مغرب اس پر بھی مطمئن نہیں ہے وہ عالم اسلام کو اسلامی نظام سے دور رکھنے کے لیے نئی صف بندی کے ساتھ سامنے آگیا ہے' انسانی' حقوق اور بنیاد پرستی کے عنوان سے ایک نئی فکری جنگ کا آغاز کر چکا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کے کسی خطہ میں اگر اسلامی نظام صحیح طور پر عملاً" نافذ ہوگیا تو مغربی فلسفہ کے لیے اس کا سامنا کرنا مشکل ہو جائے گا اور روسی کیمونزم کی طرح مغربی سیکولر ازم بھی ریت کی دیوار کی طرح بکھر کر رہ جائے گا اسی لیے مغرب اور صرف مغرب نہیں چین و جاپان اور تمام غیر اسلامی قوتیں اس نکتہ پر متفق ہو چکی ہیں کہ انسانی حقوق کا واویلا کر کے اور بنیاد پرستی کا ہوا کھڑا کر کے اسلامی نظام کے خلاف نفرت کا ایک طوفان بپا کر دیا جائے اور دنیا کے کسی خطہ میں اسلامی نظام کو کسی قیمت پر نافذ نہ ہونے دیا جائے یہ

حقیقت ہے کہ آج دنیا کے کسی مسلمان ملک میں اسلامی نظام مکمل طور پر نافذ نہیں ہے صرف سعودی عرب کا عدالتی نظام قرآن و سنت کے مطابق ہے اور فقہ حنبلی کے مطابق لوگوں کے مقدمات کے فیصلے ہوتے ہیں سیاسی اور معاشی شعبوں میں وہاں بھی اسلامی نظام نہیں ہے صرف عدالتی نظام اسلام کے مطابق ہے اور قرآن و سنت کے قوانین نہ صرف نافذ ہیں بلکہ ان پر بلا امتیاز عمل بھی ہوتا ہے اس کی برکات یہ ہیں کہ دنیا میں جرائم کی سب سے کم شرح سعودی عرب میں ہے گزشتہ سال کی سروے رپورٹوں کے مطابق نیو یارک میں ایک سال کے دوران ڈکیتی کی ترانوے ہزار وارداتیں ہوئیں اور لندن میں چوری کی پونے دو لاکھ وارداتوں کو ریکارڈ پر لایا گیا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منور میں سروے کر کے دیکھ لیں کہ گزشتہ سال کے دوران چوری اور ڈکیتی کے کتنے واقعات ہوتے ہیں یہ اسلام کی برکات ہیں اسلام کے نظام قانون کے ثمرات ہیں اور آپ خود اندازہ کریں کہ اگر صرف ایک شعبہ میں اسلام نافذ کرنے کے نتائج و ثمرات یہ ہیں تو مکمل اسلامی نظام کی برکات کا کیا عالم ہوگا؟ مغرب اس سے بے خبر نہیں ہے مغربی دانش ور ناسمجھ نہیں ہیں بے حد دانا اور عقلمند ہیں انہیں اپنے فلسفہ و نظام کا کھوکھلا پن اور اسلامی نظام کی برکات و ثمرات نظر آرہے ہیں اور وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ دنیا کے کسی ملک میں صحیح اور مکمل اسلامی نظام نافذ ہونے کی صورت میں مغربی فلسفہ کا حشر کیا ہوگا وہ اسی لیے اسلامی نظام کا راستہ روکنے اور اس کے سامنے نفرت کی دیوار کھڑی کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں یہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں 'الجزائر' مصر' تیونس' مراکش' انڈونیشیا اور ملائشیا سمیت دنیا کے بیشتر مسلم ممالک میں یہی جنگ جاری ہے' افغانستان کی خانہ جنگی کے پیچھے بھی سازش کار فرما ہے کہ کہیں افغان مجاہدین مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔

حضرات محترم! آج امریکہ کا "نیو ورلڈ آرڈر" سامنے ہے اس حوالہ سے امریکہ عالم اسلام پر اپنا شکنجہ مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ امریکہ نے پاکستان کی جو امداد بند کر رکھی ہے اس کی بحالی کی شرائط میں صرف ایٹمی تنصیبات کا مسئلہ نہیں بلکہ اسلامی قوانین اور قادیانیت کے مسائل بھی ان شرائط میں شامل ہیں آج ان شرائط کے حوالہ سے صرف ایٹمی تنصیبات کا مسئلہ عوام کے سامنے ہے اس پر پاکستان کی قوم کا ایک ہی موقف ہے اور ہم اس کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہیں بلکہ ہمارا موقف تو اس سے آگے ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایٹم بم بنانا مسلمان ملکوں کا حق ہے اور اس کے بارے میں مسلم حکومتوں کو معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہیے لیکن یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ امریکی شرائط میں صرف ایٹمی تنصیبات کا سوال نہیں بلکہ یہ بات بھی شامل ہے کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے خلاف کئے گئے آئینی و قانونی اقدامات واپس لے اور یہ بھی ان شرائط میں ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کے منافی کوئی قانون نافذ نہ کرنے کی ضمانت دی جائے بظاہر یہ ایک خوبصورت سا جملہ ہے لیکن اس کی تہہ میں جو زہر چھپا ہوا ہے اس سے آپ حضرات کا آگاہ ہونا ضروری ہے انسانی حقوق کا مغربی تصور یہ ہے کہ قرآن کریم نے چوری' زنا' ڈکیتی اور قتل کی سزائیں مقرر کی ہیں مغربی دانش ور انہیں انسانی حقوق کے منافی سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ہاتھ کاٹنا' کوڑے مارنا' سنگسار کرنا اور قاتل کو قصاص میں قتل کرنا تہذیب کے خلاف ہے۔ یہ ان سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتے

ہیں اور انسانی حقوق کے منافی تصور کرتے ہیں جبکہ ہماری مرعوبیت کا حال یہ ہے کہ اس وقت بھی پاکستان کی عدالت عظمیٰ میں اس نکتہ پر بحث جاری ہے کہ مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دینا انسانی حقوق کے منافی ہے یا نہیں وہاں یہ دلائل دیے جا رہے ہیں کہ مجرم کو یہ بر سر عام سزا دینا اس کی عزت نفس کے خلاف ہے عزت نفس انسانی حقوق میں شامل ہے اور ہم انسانی حقوق کی پاسداری کا وعدہ کر چکے ہیں اس لیے پاکستان میں کسی مجرم کو بر سر عام نہیں دی جا سکتی قرآن کریم کہتا ہے کہ مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دو تاکہ وہ عبرت پکڑیں لیکن ہماری عدالت عظمیٰ اس بحث میں الجھی ہوئی ہے کہ کہیں یہ انسانی حقوق کے منافی تو نہیں ؟ اس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مغرب کا انسانی حقوق کا تصور کیا ہے اور جب مغربی ممالک اور لابیاں ہم سے انسانی حقوق کی پاسداری کا تقاضا کرتی ہیں تو اس سے ان کی مراد کیا ہوتی ہے علماء کرام! آیئے تھوڑی دیر کے لئے "بنیاد پرستی" کے طعنے کا بھی جائزہ لے لیں آج ہمیں مغرب کی طرف سے بنیاد پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے اور ہم جذبات میں آکر جوش کے ساتھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم بنیاد پرست ہیں مجھے اس سے اختلاف ہے ہمیں اس طعنہ اور الزام کے پس منظر کو جانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کی وجہ سمجھنا چاہیے کہ آخر اس طعنہ کا مقصد کیا ہے؟ اور بنیاد پرستی سے مغرب کی مراد کیا ہے؟ کسی لفظ یا جملہ کا لفظی معنی کچھ بھی ہو لیکن جب تاریخ اسے کسی خاص مفہوم اور مصداق کے لیے متعین کر دیتی ہے تو وہ جب بھی بولا جاتا ہے اس سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہوتا ہے اس لیے ہمیں بنیاد پرستی کے اصطلاحی معنی تلاش کرنا ہوں گے تاریخ یہ کہتی ہے کہ بنیاد پرست سب سے پہلے ان پادریوں کو کہا گیا جو یورپ میں بادشاہت اور کلیسا کے مظالم کے خلاف جمہوری انقلاب میں بادشاہ کے ساتھ تھے اور عوام پر بادشاہ اور جاگیردار کے مظالم کی حمایت کرتے تھے صرف یہ نہیں بلکہ سائنسی مشاہدات اور صنعتی ایجادات سے انکار کر کے ان پر کفر کے فتوے صادر کیا کرتے تھے وہ پادری جدید سائنس ترقی اور عوامی حقوق کے خلاف فریق بن گئے انہیں تاریخ میں بنیاد پرست کا خطاب ملا اور بادشاہ اور جاگیردار کے ساتھ ساتھ معاشرہ پر ان پادریوں کے اقتدار کا سورج بھی ہمیشہ کے لے غروب ہوگیا آج جب مغربی لابیاں عالم اسلام میں دینی بیداری کی تحریکات پر بنیاد پرستی کی پھبتی کستی ہیں تو اس سے انکا مقصد اپنی رائے عامہ کو یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ عالم اسلام کے یہ علماء اور دینی راہ نما دراصل اسی پادری کی طرح ہیں جسے مغربی رائے عامہ نے تین سو سال قبل مسترد کر کے گرجوں میں محصور کر دیا تھا مغربی لابیاں ہمیں بنیاد پرست قرار دے کر اپنے ممالک کی رائے عامہ پر خوف مسلط کرنا چاہتی ہیں کہ عوام کو حقوق سے محروم کرنے والا اور سائنسی انکشافات اور ایجادات سے انکار کرنے والا پادری دوبارہ زندہ ہو رہا ہے اس سے بچو' اس کو روکو اور اس کو کسی ملک پر مسلط نہ ہونے دو ورنہ تمہارا وہ ظلم اور تاریکی کا دور واپس آجائے گا یہ ہے پس منظر بنیاد پرستی کے طعنہ کا اور اب " آپ فیصلہ کریں کہ آپ اس الزام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں میں تو اس سے انکار کرتا ہوں اور اس پادری کا کردار قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں جو عوام کے مقابلہ میں بادشاہ کا ساتھی تھا اور علم و ترقی کے مقابلہ میں جہالت کا طرفدار تھا محترم بزرگو اور دوستو! میں نے آپکا خاصا وقت لے لیا ہے اور گستاخیوں کا مرتکب بھی ہوا ہوں لیکن اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہوں اور آپ سے دوبارہ عرض کرتا ہوں

کہ صورت حال کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں مغرب کے عزائم اور چیلنج کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس بات کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ تجزیہ کریں کہ اس چیلنج کے مقابلہ میں ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہماری دینی تحریکات کیا کر رہی ہیں؟ حقیقت حال یہ ہے کہ ہم میں سے بیشتر کو تو ان مسائل کا ادراک و احساس ہی نہیں ہے اور اگر کسی حلقہ میں ادراک و احساس ہے تو ہماری ترجیحات درست نہیں ہیں اور ہم مسائل کے تجزیہ و تحلیل اور ان کے حل کے لیے گہری سوچ اور منصوبہ بندی کے عادی نہیں رہے آپ حضرات مغرب میں رہتے ہیں آپ نے مغربی معاشرہ سے بہت سی باتیں سیکھی ہیں لیکن ان کی یہ عادت اپنانے کی ہم نے کوشش نہیں کی ان کی یہ عادت اچھی ہے کہ مسائل کا تجزیہ جذبات سے ہٹ کر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ کرتے ہیں اور پوری سنجیدگی اور منصوبہ بندی کے ساتھ ان کا حل تلاش کرتے ہیں ہمیں بھی جذبات سے ہٹ کر عالم اسلام کی صورت حال کا جائزہ لینا چاہیے مغرب کے چیلنج کو سمجھنا چاہیے' اس کے طریق واردات کو سمجھنا چاہیے اور پورے شعور' دانش اور جرات کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہیے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغرب کی رائے عامہ تک رسائی حاصل کریں' مغربی میڈیا اور سائنٹیفک طریق کار تک رسائی حاصل کریں اور اسلام کے احکام و قوانین کو آج کی زبان میں آج کی دنیا کے سامنے پیش کریں اگر ہم ایسا نہ کرسکے تو ہمارا یہ جرم نہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کے قابل ہوگا اور نہ ہی تاریخ ہمیں معاف کرے گی۔ میں ایک بار پھر جمعیتہ علماء برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تلخ و ترش گزارشات پر آپ سب بزرگوں اور دوستوں سے معذرت خواہ ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو صحیح سمت پر دین اسلام کی مثبت اور موثر خدمت کی توفیق سے نوازیں آمین۔

**واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔**


مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی کے مقبول عام دروس القران کی نویں جلد منظرعام پر آگئی ہے جو

سورہ یونس' سورہ ہود' سورہ یوسف

کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ صفحات: ساڑھے آٹھ سو۔ قیمت ۔/۲۲۵ روپے

مضبوط جلد' اور عمدہ کتابت' اعلیٰ سفید کاغذ' دیدہ زیب طباعت

ناشر: مکتبہ دروس القران' فاروق گنج نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ